از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 14 فروری 1958

شریمتی سائلا بالا داسی

بنام

شریمتی نرملا سندری داسی و دیگر

(ایس آر داس چیف جسٹس وینکٹارامااِئر، اے کے سرکار اور ویوین بوس جسٹس صاحبان)

دیوانی ضابطہ—فریق میں ایزادگی— منتقلی دورانِ سماعت— منتقل کنندہ کی جانب سے دائر کی گئی اپیل— منتقل الیہ کا اپیل جاری رکھنے کا حق—مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ 5، سال 1908)، دفعہ 146، آرڈر 22، قاعدہ 10۔

دوسرے مدعاعلیہ نے 1952 میں جائیدادوں کو اپیل کنندہ کو فروخت کر دیا اور فراختنامہ پڑھ کر سنایا گیا کہ جائیدادوں کو تمام بار کفالت سے معبرا فروخت کیا گیا تھا۔ پہلے مدعاعلیہ جس نے 1935 میں جائیدادوں کے سلسلے میں رہن کی ڈگری حاصل کی تھی، نے 1954 تک کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل ضمنی اصول کے تحت مطلوبہ ڈگری حاصل کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا، جب اس نے رہن والی جائیدادوں کی فروخت کے لیے کارروائی شروع کی۔ دوسرے مدعاعلیہ نے اعتراض اٹھایا کہ ڈگری پر عمل درآمد کو حد سے روک دیا گیا تھا لیکن اسے عدالت عالیہ کے سنگل جج نے مسترد کر دیا تھا اور اس حکم کے خلاف اپیل دوسرے مدعاعلیہ نے کی تھی۔ اس خدشے کے پیش نظر کہ دوسرا مدعاعلیہ اپنے حقوق کو پامال کرنے کے لیے پہلے مدعاعلیہ کے ساتھ گٹھ جوڑ کا انتظام کر سکتا ہے، اپیل کنندہ نے مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 22، قاعدہ 10 کے تحت عدالت عالیہ میں درخواست دائر کی جس میں دعا کی گئی کہ اسے دوسرے مدعاعلیہ کی جگہ تبدیل کیا جائے، یا متبادل طور پر، اضافی اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر لایا جائے۔ عدالت عالیہ نے درخواست کو مسترد کرتے ہوئے، اپیل کنندہ نے موجودہ اپیل پیش کی:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قرار پایا گیا کہ درخواست کو مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 22، قاعدہ 10 کے تحت برقرار نہیں رکھا جا سکتا کیونکہ (1) یہ فرض کرتے ہوئے کہ مقدمہ 1954 میں ڈگری تیار ہونے تک زیر التواء سمجھا جاتا تھا، عدالت میں کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی جہاں مقدمہ زیر التوا تھا جیسا کہ آرڈر 22، قاعدہ 10 میں فراہم کیا گیا ہے، اور (2) اپیلٹ عدالت میں کی گئی درخواست بھی آرڈر 22، قاعدہ 10 کے اندر نہیں تھی، کیونکہ زیر بحث منتقلی اپیل دائر کرنے سے پہلے کی گئی تھی نہ کہ اس کے زیر التواء ہونے کے دوران۔

درخواست، تاہم، مجموع ضابطہ دیوانی کی دفعہ 146 کے تحت آتی ہے اور اپیل کنندہ ریکارڈ پر لانے کا حقدار ہے کیونکہ اپیل اس دفعہ کے معنی میں ایک کارروائی ہے اور اپیل دائر کرنے کا حق اس کے ساتھ اس اپیل کو جاری رکھنے کا حق رکھتا ہے جو اس شخص کی طرف سے دائر کی گئی تھی جس کے تحت اپیل کنندہ دعوی کرتا ہے۔

جگلکشور صراف بنام راکاٹن لمیٹڈ، [1955] 1 ایس سی آر 1369، سیتارامسوامی بنام لکشمی نرسمہا، (1918) آئی ایل آر 41 مدراس 510 اور متھیا چیٹیار بنام گووند داس کرشنا داس، (1921) آئی ایل آر 44 مدراس 919، پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 350، سال 1957۔

اپیل نمبر 152، سال 1955 میں ہدایت نامے پر کلکتہ عدالت عالیہ کے 6 اگست 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے این سی چٹرجی اور پی کے مکھرجی۔

بی سین اور پی کے گھوش (پی کے بوس کے لیے)، مدعاعلیہ نمبر 1 کے لیے۔

14.1958 فروری۔

عدالت کا فیصلہ وینکٹارامااٸر جسٹس نے سنایا۔

یہ 6 اگست 1956 کے کلکتہ عدالت عالیہ کے ایک حکم کے خلاف اپیل ہے، جس میں اپیل کنندہ کی درخواست کو مسترد کر دیا گیا تھا جسے اپیل نمبر 152، سال 1955 میں اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر لایا جانا تھا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

دوسرا جواب دہندہ سدھیر کمار متر، دو گھروں نمبر 1 /86، کارن والیس اسٹریٹ اور نمبر 7-C، کیرتی متر لین، کلکتہ کا مالک تھا۔ 19 مئی 1934 کو، اس نے پہلے مدعا علیہ، محترمہ نرملا سندری داسی کے حق میں مذکورہ مکانات پر 3,000 روپے رہن کی عمل درآمد کی۔ اس نے اس رہن پر سال 1935 میں مقدمہ نمبر 158 قائم کیا، اور 8 مارچ 1935 کو ابتدائی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد معاملہ حساب لینے کے لیے رجسٹرار کے سامنے آیا، اور 23 جولائی 1935 کی اپنی رپورٹ سے اسے پتہ چلا کہ اس کے پاس 6-6-3,914 روپے کی رقم واجب الادا تھی، اور اس پر 20 اپریل 1936 کو حتمی ڈگری منظور کی گئی۔ کلکتہ عدالت عالیہ کے اصل ضمنی اصول کے باب 16 کے قاعدے 27 کے تحت، جس شخص کے حق میں ڈگری پاس کی جاتی ہے اسے اس کی تاریخ سے چار دن کے اندر ڈگری حاصل کرنے کے لیے درخواست دینی ہوتی ہے۔ اس کے بعد قاعدے میں کہا گیا ہے کہ "اگر ڈگری یا حکم تیار کرنے کے لیے ایسی درخواست مذکورہ وقت کے اندر نہیں کی جاتی ہے، تو ڈگری یا حکم عدالت یا جج کے حکم کے تحت حاصل کیے جانے کے علاوہ تیار نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ دوسری صورت میں درخواست کے ذریعے حکم نہ دیا جائے۔" اس شق کی اہمیت یہ ہے کہ جب تک اس میں مذکور ڈگری تیار نہیں کی جاتی، اس کی کوئی مصدقہ نقل فریق کو جاری نہیں کی جائے گی اور اس طرح کی مصدقہ نقل کے بغیر عمل درآمد کی کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

پہلا مدعا علیہ جس نے اپنے رہن کو مقدمے میں ڈالنے اور ڈگری حاصل کرنے میں اتنی مُستعدی اور تیزی کے ساتھ کام کیا تھا، اس نے تقریباً 18 سال تک ڈگری حاصل کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ 12 مئی 1952 کو، دوسرے مدعا علیہ نے یہاں اپیل کنندہ کو دونوں مکانات 60,000 روپے کی رقم میں فروخت کر دیے جو کہ کہا جاتا ہے کہ بڑے پیمانے پر پہلے کے رہن کی ادائیگی کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جس پر ڈگریاں حاصل کی گئی تھیں اور عمل درآمد کی کارروائی کی گئی تھی۔ فراختہ نامہ میں کہا گیا ہے کہ جائیدادوں کو تمام بار کفالت سے معبرا فروخت کیا گیا تھا۔ پہلا مدعا علیہ جس نے اب تک ڈگری حاصل کرنے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا، اب اس نے خود سے رابطہ کیا، اور 17 فروری 1954 کو مذکورہ بالا قاعدہ 27 کے تحت ایک یکطرفہ حکم نامہ حاصل کیا، جس میں اسے ڈگری حاصل کرنے اور مکمل کرنے کی اجازت دی گئی۔ یہ حکم کے مطابق کیا گیا، اس نے 29 اپریل 1954 کو حتمی ڈگری دائر کی، اور رہن والی جائیدادوں کی فروخت کے لیے کارروائی شروع کی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

اس کا علم ہونے پر دوسرے مدعا علیہ رجسٹرار کے سامنے پیش ہوئے اور اعتراض اٹھایا کہ ڈگری پر عمل درآمد کو حد سے روک دیا گیا ہے۔ رجسٹرار نے اس معاملے میں کچھ شک محسوس کیا، اور باب 26، قاعدہ 50 کے تحت ایک خصوصی رپورٹ پیش کی جس میں حدود کے سوال پر عدالت کی رائے طلب کی گئی، اور پہلے مدعا علیہ کو ہدایات کے لیے تحریک کا نوٹس لینے کی بھی ہدایت کی گئی۔ اس کے بعد معاملہ پی بی مکھرجی جسٹس کے سامنے آیا اور دونوں مدعا علیہان کے وکیل کو سننے کے بعد انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ ڈگری پر عمل درآمد میں رکاوٹ نہیں ہے۔ نرملا سندری بنام سدھیر کمار (1) میں رپورٹ کردہ فیصلے کے ذریعے۔ اس فیصلے کے خلاف، دوسرے مدعا علیہ نے اپیل نمبر 152، سال 1955 کو ترجیح دی، اور یہ ابھی تک زیر التواء ہے۔

اب ہم درخواست پر آتے ہیں، جس میں سے موجودہ اپیل اٹھتی ہے۔ 25 جولائی 1956 کو اپیل کنندہ نے اپیل نمبر 152، سال 1955 میں اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر لانے کے لیے درخواست دی۔ درخواست کی حمایت میں الزامات یہ تھے کہ اس نے 12 مئی 1952 کو دوسرے مدعا علیہ سے تمام بار کفالت سے معبرا جائیدادیں خریدی تھیں، کہ پہلے مدعا علیہ کی طرف سے شروع کی گئی عمل درآمد کی کارروائی قابل قبول نہیں تھی کیونکہ ڈگری میں وقت کی پابندی ہو گئی تھی، کہ دوسرا مدعا علیہ سدھیر کمار متر عمل درآمد کی فروخت کی مخالفت میں صرف اس کے کہنے پر اور اس کے فائدے کے لیے کارروائی کر رہا تھا، کہ اس نے اپیل نمبر 152، سال 1955 بھی اس کی طرف سے دائر کی تھی، کہ بعد میں اس نے اپنے حقوق کو شکست دینے کے لیے پہلے مدعا علیہ کے ساتھ گٹھ جوڑ کا انتظام کیا تھا، اور اس وجہ سے یہ ضروری تھا کہ اسے اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر آنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنے مفادات کا تحفظ کر سکے۔ استدعا میں دعا یہ تھی کہ اسے دوسرے مدعا علیہ کی جگہ یا متبادل کے طور پر، اضافی اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر لایا جائے۔

درخواست کی دونوں جواب دہندگان نے سخت مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے پہلے مدعا علیہ کی واجب الادا رقم کو 17,670 روپے میں طے کرنے کا انتظام کیا تھا، یہ بندوبست منصفانہ اور مخلصانہ تھا اور اپیل گزار پر پابند تھا، اور اس کے علاوہ اس کی درخواست قابل قبول نہیں تھی۔ اس درخواست کی سماعت چکرورتی چیف جسٹس اور جسٹس لہری نے کی اور 6 اگست 1956 کے اپنے حکم سے انہوں نے اسے مسترد کر دیا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے آرٹیکل 133 کے تحت اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت کے لیے استدعا دی، اور اس استدعا کو مسترد کرتے ہوئے، فاضل چیف جسٹس نے مشاہدہ کیا کہ اصل استدعا کو صرف مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 22، قاعدہ 10 کے تحت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دبایا گیا تھا اور اسے مسترد کر دیا گیا، کیونکہ یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ سائل، جس نے اپیل زیر التواء منتقلی حاصل نہیں کی تھی، اس قاعدے کی قیود پر استدعا دینے کا حقدار نہیں تھا، کہ متبادل استدعا میں استدعا کہ سائل کو آرڈر 22، قاعدہ 10 کے تحت تبدیل کیے بغیر ریکارڈ پر لایا جا سکتا ہے جو ساز گار غور کے لائق ہے، پچھلی سماعت میں ذکر نہیں کیا گیا تھا، اور یہ کہ کوئی سرٹیفکیٹ نہیں دیا جا سکتا تھا۔ آرٹیکل 133 کے تحت اس نقطہ کو اپیل میں اٹھایا جا رہا ہے، کیونکہ جس حکم کے خلاف اپیل کرنے کی کوشش کی گئی تھی وہ حتمی حکم نہیں تھا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیل کرنے کی خاص اجازت اجازت حاصل کی، اور اسی طرح اپیل ہمارے سامنے آتی ہے۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ اس کی درخواست مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 22، قاعدہ 10 کے تحت قابل قبول ہے، کیونکہ مقدمہ نمبر 158، سال 1935 کو اس وقت تک زیر التوا سمجھا جانا چاہیے جب تک کہ اس میں ڈگری تیار نہیں کی گئی تھی جو 1954 میں تھی، اور اس کے حق میں منتقلی اس سے پہلے 12 مئی 1952 کو کی گئی تھی۔ لکشان چندر دے بمقابلہ شریمتی نکنجمانی داسی ([1]) کے فیصلے پر اس موقف کی حمایت میں انحصار کیا جاتا ہے۔ لیکن پہلے مدعاعلیہ کے لیے یہ دلیل دی گئی ہے کہ اگر اپیل کنندہ کے حق میں منتقلی کے وقت مقدمہ نمبر 158، سال 1935 زیر التواء سمجھا جاتا ہے، تو اس سے نتیجہ متاثر نہیں ہو گا کیونکہ اس کی طرف سے مقدمہ زیر التواء ہونے کے دوران اصل عدالت میں ریکارڈ پر لانے کے لیے کوئی درخواست نہیں کی گئی تھی۔ نہ ہی اپیلٹ عدالت میں کی گئی درخواست کو آرڈر 22، قاعدہ 10 کے تحت برقرار رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ اپیل کنندہ کے حق میں منتقلی اس اپیل کو دائر کرنے سے پہلے کی گئی تھی نہ کہ اس کے زیر التواء ہونے کے دوران۔ یہ دلیل معقول معلوم ہوتا ہے؛ لیکن یہ، تاہم، معاملے کو ختم نہیں کرتا ہے۔ ہماری رائے میں، اپیل کنندہ کی طرف سے دائر درخواست مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 146 کے تحت آتی ہے، اور وہ اس دفعہ کے تحت ریکارڈ پر لانے کی حقدار ہے۔ دفعہ 146 میں کہا گیا ہے کہ ضابطہ اخلاق کے ذریعہ دوسری صورت میں فراہم کردہ کارروائی کے علاوہ، کوئی بھی کارروائی جو کسی شخص کے ذریعہ کی جا سکتی ہے، اس کے تحت دعوی کرنے والا کوئی بھی شخص بھی لے سکتا ہے۔ سیتارامسوامی بنام لکشمی نرسمہا([2]) میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ اپیل اس دفعہ کے مقصد کے لیے ایک کارروائی ہے، اور یہ کہ مزید "تحت دعوی" کا بیان محاورہ آرڈر 22، قاعدہ 10 میں مذکور منتقلی اور تفویض کے معاملات کو شامل کرنے کے لیے کافی وسیع ہے۔ اس فیصلے کا حوالہ اس عدالت نے جگلکشور صراف بنام راکاٹن

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

کمپنی لمیٹڈ ([1]) میں منظوری کے ساتھ دیا تھا، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ جس قرض پر مقدمہ زیر التوا تھا اس کی منتقلی اس ڈگری کو انجام دینے کا حقدار ہے جو بعد میں مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ 146 کے تحت ڈگری دار کے تحت دعوی کرنے والے شخص کے طور پر منظور کی گئی تھی، حالانکہ اس کے ذریعے عمل درآمد کے لیے درخواست آرڈر 21، قاعدہ 16 کے تحت نہیں ہو گی، اور یہ مزید مشاہدہ کیا گیا کہ الفاظ "بصورت دیگر فراہم کردہ کے علاوہ" صرف ممنوعہ کارروائی ہیں، جو ضابطے کی کچھ دفعات کے لیے ناگوار ہوں گے۔ مذکورہ بالا احکام کی طرف سے اس بات کی پیروی کی جائے گی کہ جو کوئی بھی حکم 22، قاعدہ 10 کے تحت زیر التواء مقدمے یا کارروائی میں ریکارڈ پر لانے کا حقدار ہے لیکن اسے اس میں منظور شدہ ڈگری یا حکم کے خلاف اپیل کرنے کا حقدار ہو گا اگر اس کا تفویض کنندہ ایسی اپیل دائر کر سکتا تھا، ضابطے میں اس کے خلاف کوئی ممانعت نہیں ہے، اور اس کے مطابق اپیل کنندہ گروی رکھی ہوئی جائیدادوں کے دوسرے مدعا علیہ کے تفویض کنندہ کے طور پر پی بی مکھرجی جسٹس کے فیصلے کے خلاف اپیل کرنے کا حقدار ہوتا۔

اس کے بعد یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ دفعہ 146 صرف کسی کارروائی کو شروع کرنے کا اختیار دیتی ہے، اور یہ کہ اگرچہ اپیل کنندہ پی بی مکھرجی جسٹس کے فیصلے کے خلاف اپیل کو ترجیح دینے کا مجاز ہوتا۔ ایسا نہ کرنے کی وجہ سے وہ دوسرے مدعاعلیہ کی طرف سے پیش کردہ اپیل کو جاری رکھنے کے لیے اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر لانے کی حقدار نہیں تھی۔ ہم دفعہ 146 کی مختصر تشریح کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں جس طرح سے پہلے مدعاعلیہ کے وکیل نے دعوی کیا ہے۔ اس دفعہ کو مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908 میں پہلی بار متعارف کرایا گیا تھا جس کا مقصد ان افراد کے حقوق کے استعمال کو آسان بنانا تھا جن میں وہ منتقلی یا تفویض کے ذریعے تفویض کیے جاتے ہیں، اور ایک فائدہ مند شق ہونے کی وجہ سے آزادانہ طور پر سمجھا جانا چاہیے اور تاکہ انصاف کو آگے بڑھایا جا سکے نہ کہ محدود یا تکنیکی معنوں میں۔ مدراس ہائی کورٹ کی فل بنچ نے متھیا چیٹیار بمقابلہ گووند داس کرشنا دوس ([2]) معاملے میں کہا ہے کہ ڈگری کے کسی حصے کا تفویض کنندہ منتقل کنندہ ڈگری دار کی طرف سے دائر کردہ عمل درآمد کی درخواست کو جاری رکھنے کا حق دار ہے۔ مودین کٹی بنام ڈورائی سوامی ([1]) کو مزید دیکھیں۔ لہذا اپیل دائر کرنے کا حق اس کے ساتھ اس اپیل کو جاری رکھنے کا حق رکھتا ہے جو اس شخص کی طرف سے دائر کی گئی تھی جس کے تحت سائل دعوی کرتا ہے، اور اپیل نمبر 152، سال 1955

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر لائی جانے والی اپیل کی درخواست کو دفعہ 146 کے تحت برقرار رکھا جانا چاہیے۔

اس بات پر غور کرنا باقی ہے کہ آیا اہلیت کے لحاظ سے اپیل کنندہ کے حق میں کوئی حکم ہونا چاہیے یا نہیں۔اس میں ہمیں کوئی شک نہیں ہے۔وہ کارروائی جس میں وہ مداخلت کرنا چاہتی ہے رہن کی ڈگری پر عمل درآمد میں پیدا ہوتی ہے۔اس نے ڈگری میں موجود جائیدادوں کو 60,000 روپے میں ایک عہد نامے کے تحت خریدا ہے کہ وہ بار کفالت سے معبرا ہیں۔اور اس کی خریداری کے بعد، پہلے مدعا علیہ نے ڈگری منظور ہونے کے تقریباً 18 سال بعد جائیدادوں کی فروخت کے لیے کارروائی شروع کر دی ہے۔اپیل کنندہ کا موقف ہے کہ عمل درآمد کی کارروائی کو حد سے روک دیا گیا ہے، اور وہ اس سوال پر سننا چاہتا ہے۔یہ سچ ہے کہ جسٹس پی بی مکھر جی نے اس دلیل کو مسترد کر دیا ہے، لیکن ان کے فیصلے کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے -اور یہی وہ خود مشاہدہ کرتے ہیں- کہ فیصلے کے لیے قانون کے کافی سوالات ہیں۔یہاں تک کہ حد بندی کی درخواست کے علاوہ، ایک سوال یہ بھی ہے کہ مقدمہ نمبر 158، سال 1935 میں پہلے مدعا علیہ کے ذریعہ حاصل کردہ ڈگری کی ادائیگی اور اطمینان میں قابل ادائیگی رقم کے بارے میں بھی سوال ہے۔دونوں جواب دہندگان کا دعوی ہے کہ انہوں نے اسے 17,670 روپے میں طے کیا ہے۔لیکن اپیل کنندہ کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ جس ڈگری پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کے تحت اصل اور سود کے لیے قابل وصولی رقم 6,000 روپے سے زیادہ نہیں ہوگی۔پہلے مدعا علیہ کی جانب سے 20 دسمبر 1956 کو سنجیت کمار گھوش کے بیان حلفی میں تفصیلات دی گئی ہیں کہ 17,670 روپے کی رقم کیسے بنائی گئی۔` اس سے معلوم ہوگا کہ سود کے لیے 7,200 روپے کی رقم کا دعوی کیا جاتا ہے۔8 مارچ 1956 تک، حتمی ڈگری میں فراہم کردہ شرح پر نہیں بلکہ معاہدے کی شرح پر اس کا حساب لگانا۔پھر 5,000 روپے کی رقم شامل کی جاتی ہے جو کہ مقدمہ نمبر 158، سال 1935 اور اس سے منسلک کارروائیوں کے علاوہ دیگر مقدمات میں رہن دار کی طرف سے کیے گئے اخراجات کے لیے ہوتی ہے۔اپیل کنندہ کا دعوی ہے کہ اس کے ہاتھ میں موجود جائیدادوں کو کسی بھی حالت میں اس رقم کے لیے ذمہ دار نہیں بنایا جا سکتا۔پی بی مکھر جی جسٹس کے سامنے کی کارروائی میں اور اپیل نمبر 152، سال 1955 میں، فروخت کے حوالہ میں اخراجات کے لیے 1,750 روپے کی رقم ادا کرنے پر اتفاق کیا گیا ہے۔اپیل کنندہ سے پوچھتا ہے، اس میں بندوبست کہاں ہے، اور یہ مجھے کیسے باندھ سکتا ہے؟ یہ واضح ہے کہ تعین کے لیے کئی ٹھوس سوالات پیدا ہوتے ہیں جن میں جائیدادوں کے خریدار کے طور پر اپیل کنندہ انتہائی دلچسپی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

رکھتا ہے، اور در حقیقت وہ واحد شخص ہے جو دلچسپی رکھتا ہے۔ ایک خریدار کے طور پر، وہ اپنی ڈگری پر عمل درآمد میں پہلے مدعاعلیہ کی طرف سے کی گئی کارروائی کی پابند ہو گی، اور انصاف کا مطالبہ ہے کہ اسے اپنے حقوق کے تحفظ کا موقع دیا جائے۔

ہم اس کے مطابق 6 اگست 1956 کے عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ اپیل کنندہ کو اپیل نمبر 152، سال 1955 میں اضافی اپیل کنندہ کے طور پر ریکارڈ پر لایا جائے۔ چونکہ سدھیر کمار متر، جو اب ریکارڈ پر اپیل کنندہ ہے، نے پہلے مدعاعلیہ کو ترک کیا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ کسی بھی قسم کی شرمندگی کے نتیجے میں دو اپیل کنندگان ریکارڈ پر متضاد دلچسپی کے حامل نہیں ہوں گے۔ لیکن، کسی بھی صورت میں، عدالت، اگر ضروری ہو تو، آرڈر 1، قاعدہ 10 کے تحت یا از خود دائرہ اختیار میں از خود کارروائی کر سکتی ہے اور سدھیر کمار متر کو اپیل میں دوسرے مدعاعلیہ کے طور پر منتقل کر سکتی ہے، جیسا کہ میتھیوز اوٹس بنام مونی ([1]) کے معاملے میں، اور ونجیاپا گونڈن بنام انااملائی چیٹیار ([2]) میں کیا گیا تھا۔ ۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے، اپیل کنندہ کو، اس عدالت کے قیود کے مطابق، جس میں اسے اپیل کرنے کی اجازت دی گئی ہے، مقابلہ کرنے والے مدعاعلیہ کو اس اپیل میں اس کے اخراجات ادا کرنے چاہئیں۔ عدالت عالیہ میں اپیل نمبر 152، سال 1955 میں درخواست کے اخراجات اور اتفاقی اخراجات اس اپیل کے نتیجے کی پابندی کریں گے۔

اپیل منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document